سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

ایمان واسلام کا تلازم اور دین اسلام کے تقاضے

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم صلی الله علیه وسلم اما بعد فاعوذ بالله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (بقره . ۲۰۸)

ترجمہ: اے ایمان والوں داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے (طور پر) اور شیطان کے قدموں پر مت چلو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

وایضاً قال الله عزو جل ان الدین عندالله الاسلام (سورۃ ال عمران. ۱۱)

ترجمہ: بیشک اللہ کے ہاں دین جو ہے وہ یہی (اسلام و) مسلمانی ہے

انقیاد وتسلیم: محترم حاضرین! اسلام کا لفظ ''سلم'' سے بنا ہے جس کا معنی سپردن' گردن نہادن' انقیاد وتسلیم کے ہیں ایک فرد جو مسلمان ہونے کا اقرار کرتا ہے تو گویا وہ اپنے ظاہر و باطن کو رب کے حوالہ کر دینے اور اس کے سامنے سر تسلیم خم ہونے اور اسکے ہر حکم کی بجا آوری' پرستش' کا عہد و پیان کر کے امن وسلامتی کے دین میں داخل ہونے میں اس پر کاربند رہے گا' اس میں اس بندے کے عقل وخرد کا نہ کوئی دخل ہوگا اور نہ کسی حکم خداوندی سے انکار کی جرات کرے گا' اسلام میں داخل ہونے کی برکت سے یہ شخص خود بھی دوسرے کے ضرر اور تکلیف سے محفوظ اور دوسرا مسلمان بھی اس کے ایذاء سے اپنے کو محفوظ تصور کرے گا۔

ایمان واسلام کا مفہوم: اور یہی معنی ومفہوم ''ایمان جو امن سے بنا ہے میں بطریقہ اکمل موجود ہے' ایمان اور اسلام مسلمان اور مومن کے درمیان فرق جو خالص علمی اور علماء کی تحقیق سے تعلق رکھتا ہے' آپ حضرات کو ان ابحاث کی ضرورت نہیں۔

ایمان اور اسلام کا مصداق: بس اتنا جان لیں کہ ایمان کا تعلق ان احکامات سے ہے جن کی دل سے تصدیق کی جاتی ہے۔ اور اسلام کا تعلق ان امور سے ہے جن میں بدن کے اعضاء استعمال کئے جاتے ہیں' جیسے نماز' روزہ' حج اور زکوٰۃ وغیرہ۔ قرآن وحدیث میں ایمان کی جگہ اسلام اور اسلام کی جگہ ایمان کے الفاظ بھی وارد ہو چکے ہیں' بادی النظر میں اسلام اور ایمان میں فرق محسوس ہوتا ہے مگر حقیقت میں یہ دونوں ایک دوسرے سے ایسے جڑے ہوئے ہیں کہ ایک کو

دوسرے سے جدا کرنے سے مسلمانی ختم ہو جاتی ہے گویا دونوں کی حیثیت ''یک جان دو قالب'' کی طرح ہے اگر ایک فرد کا عقیدہ یہ ہو کہ اللہ وحدہ لاشریک ہیں اور محمد الرسول اللہ ﷺ کی رسالت کی گواہی کا بھی اقرار کرے' مگر ظاہری اعمال ان دونوں شہادتوں کے خلاف ہوں' یا ظاہری کردار واعمال تو اللہ کی وحدانیت اور رسول کی رسالت ماننے والے کی طرح ہوں مگر اس کا دل ان باتوں کے اذعان' و یقین سے خالی ہو' اس کا دعوائے اسلام حقائق پر مبنی نہیں۔

تکمیل ایمان کی شرائط: ایمان کی موجودگی اور تکمیل کے لئے اعمال لازمی شرط ہیں' فتنوں اور الحاد سے بھرپور دور میں روشن خیالی بھی ایک عظیم فتنہ سے کم نہیں' بے شمار لوگوں کے قول وتحریر سے آپ کو معلوم ہوگا کہ حرکات و سکنات' اعمال وکردار میں مسلمانی کا شائبہ تک نہیں ہوتا' مگر دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم سا کوئی مومن دنیا میں موجود ہی نہیں' اس پر افسوس کے علاوہ اور کیا کیا جائے کہ اعمال تو کفار کے' ایمان واسلام کا ان میں نام ونشان نہ ہو بلکہ کافروں کے شعار اور علامات میں شمار ہوتے ہیں مگر دعویٰ پھر بھی مومن اور مسلمانی کا۔ یہ مسلمانی کوئی ایسا لیبل تو نہیں کہ ایک دفعہ لگ جائے پھر جی میں جو آئے کرے' اور لیبل پھر بھی لگا رہے گا۔ یہ ایسا تضاد ہے کہ جس کے کھوپڑی میں ذرہ بھر بھی دماغ ہو وہ ایسے حالات کے ہوتے ہوئے کبھی اپنے آپ کو مومنوں اور مسلمانوں کے فہرست میں شامل ہونے پر بضد نہ ہوگا

قربانی وایثار:

اسلام اور ایمان کے حقیقی مصداق حضور ﷺ کے جان نثار صحابہؓ تھے' جنہوں نے کفر وشرک کے گھٹاٹوپ اندھیروں کو خیرآباد کہہ کر اپنی جان' مال' اولاد' وطن اور اپنے انتہائی پسندیدہ اشیاء کو اللہ اور رسول کی خوشنودی (جو اسلام اور ایمان کا تقاضا تھا) کے لئے قربان کر دیئے' اللہ کے حکم نازل ہوتے ہی اس میں فلسفے' حکمتیں اور کیڑے نکالنے کی بجائے فوراً اس حکم کی تعمیل کرتے۔ اسلام اور ایمان اپنے دعویداروں سے کیا مطالبہ کر رہا ہے

کامل مسلمان: اس کی وضاحت سرکار دوعالم ﷺ نے صراحۃً فرمائی۔

وعن عبداللّٰہ بن عمر قال قال رسول اللّٰہ صلعم المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہٖ والمھاجر من ھجر ما نھی اللّٰہ عنہ ھذا لفظ البخاری و لمسلم قال ان رجلاً سأل النبی ﷺ ایّ المسلمین خیر قال من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ رحمت دوعالم ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کامل مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان (کی ضرر) سے مسلمان محفوظ رہیں اور حقیقی مہاجر وہ ہے جس نے ایسے تمام امور کو چھوڑ دیا ہو جن سے رب العالمین نے منع فرمایا ہے یہ بخاری کے الفاظ ہیں اور مسلم نے اس روایت کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا مسلمانوں میں سے بہتر کون ہے آپ نے فرمایا جسکی زبان اور ہاتھ کے (نقصان) سے مسلمان محفوظ رہیں۔

جامع لائحہ عمل: اس حدیث مبارکہ سے آپ خود اندازہ لگائیں کہ اسلام اپنے ماننے والوں سے ایک ایسی جامع

وکمل زندگی گزارنے کا مطالبہ کرتا ہے جسکے ماننے اور تسلیم کرنے والا ایک طرف عقیدے اور عمل کے لحاظ سے اپنے خالق ومالک کا سچا بندہ کہلانے کا مصداق بنے اور اسکے ساتھ ہی وہ انسانیت کے ساتھ مکمل، امن، سلامتی، محبت کرنے کا بھی اعلیٰ ترین نمونہ ہو اور اپنے عمل وکردار سے یہ ثابت کرے کہ وہ امن، امانت، دیانت، اخلاق حسنہ، ہمدردی اور خیر خواہی کا بھی علمبردار ہے اور ان اوصاف وتعلیمات حمیدہ کی وجہ سے کسی کو اس سے خوف زدہ ہونے کا تصور کرنا بھی ناممکن ہو۔ اسلام ومسلمان کی حقیقت تو یہ ہے۔قرآن کے ذکر کردہ آیات میں جن لوگوں کی خبث باطن کا ذکر ہے وہ تو آگے ذکر کروں گا۔اس سے پہلے ہمیں اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا چاہیئے تاکہ ثابت ہوجائے کہ آیت میں جن مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا جارہا ہے کہ اے مومنو! اسلام میں پورے طور پر داخل ہوجاؤ کہیں ہم تو اس مصداق میں شامل نہیں۔

مسلمانوں کی بیماری: بظاہر تو یہی معلوم ہورہا ہے کہ آج کا مسلمان بھی اسی بیماری میں مبتلا ہے۔زبان سے تو ایمان کا اقرار مگر عمل اُن لوگوں کا جن کا اسلام سے دور کا واسطہ بھی نہیں رگ وریشہ میں اسلام دشمنی رچی بسی ہے۔ اور اگر اسلام کے بعض احکامات پر عمل کرنا بھی ہو تو سوچتے ہیں کہ اس حکم شرعی پر عمل ہو جسمیں دنیا کا فائدہ ہو۔اگر کوئی نیکی دنیاوی اغراض اور فوائد سے ہمارے نظر میں خالی ہو تو اسے نہ کرنے کے حیلے بہانے اور جواز تلاش کرنے میں لگ جاتے ہیں حتی کہ بعض نادان وبد بخت تو یہ تک کہنے سے بھی نہیں کتراتے کہ اسلام کا فلاں عمل (معاذ اللہ) میرے سمجھ اور عقل سے بالا اور صحیح نہیں۔یہی تو منافق کی خاصیت ہے کہ دل میں اور کچھ ہو اور ظاہر میں اپنے آپ کو وفادار اور تابعدار ظاھر کرے۔خواہشات نفس کا تابع ہوتا ہے نفس امارہ بالسوء کا غلام، اور دین کی خود ساختہ بخرے اور تقسیم کرکے اسے اپنے پسند کا تابع کرنے کی کوشش کرتا ہے۔دل نے چاہا عمل کیا دل نے چاہا دینی عمل کو صرف ترک نہ کیا بلکہ اسکے نہ کرنے کے وجوہات اور تاویلات سے اپنے کو دھوکہ دینے میں لگ جاتا ہے۔ماں باپ مسلمان، مسلمانوں کے درمیان پیدا ہونے اور رہنے کی وجہ سے نام بھی اسلامی مگر باطن میں کفر اور کفری کردار اور غیر مسلموں کے سامنے اپنے آپ کو معتدل اور روشن خیال لوگوں میں شامل کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگانے والا ہوتا ہے۔

ظاہر وباطن میں یکسانیت: اسی نفاق کے عقیدہ اور عمل کی نفی کرتے ہوئے خطبہ کے ابتداء میں جو آیت میں نے تلاوت کردی رب کائنات نے فرمایا۔یا ایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ یعنی مکمل طور پر اسلام میں داخل ہوجاؤ۔عقیدہ، عمل، ظاہر وباطن میں صرف اسلامی احکام کی تابعداری کو شعار بناؤ۔منافقین کی تابعداری نہ کرو کہ ظاہر میں کلمہ طیبہ پڑھو رب لاشریک کے یکتا ہونے کی گواہی دو مگر باطن میں جب بھی بس چلے اسلام اور مسلمانوں کو اپنے شرارتوں سے تکلیف پہنچانے کے عمل میں سب سے آگے ہو۔

ذہنی کجروی کے برے اثرات: معزز سامعین! یہاں لگاتار تین آیات مبارکہ رب العزت نے نازل فرمائے پہلے آیت کا خلاصہ یہ کہ منافق ظاہری طور قسمیں اٹھا کر مسلمانوں کے سامنے اپنے مسلمان ہونے کا دعوی کرتا ہے۔باطنی

طور پر مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا اپنا فرض اولین سمجھتا ہے۔ ہر ایسے قبیح عمل میں زور وشور سے شریک رہتا ہے جسمیں مخلص مومنوں کے جان و مال عزت وآبرو کو نقصان پہنچے اور اسکی ذہنی آوارگی ذہنی کج روی اور تکبر اسے ہر اس گناہ پر آمادہ کرتا ہے۔ جسے اسلام نے سختی سے منع کر دیا ہے ایسے شخص کو جہنم میں بدترین جگہ نصیب ہوگی

کامل الایمان کی نشانی:

دوسری آیت میں مخلص مسلمان کی حقیقت رب کائنات بیان فرما رہے ہیں کہ ایسے کامل الایمان کی نشانی یہ کہ طلب دین کیلئے اپنے تمام مال و دولت حتی کہ جان تک کو بھی قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتا۔ میں آپ حضرات کو

ان اللّٰہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ (سورہ التوبہ آیت ۱۱۱)

"اللہ تعالیٰ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر کہ ان کے لئے جنت ہے"

کے ضمن میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں۔ کہ ارحم الراحمین کا اپنے بندے کے ساتھ کیا ہی عجیب معاملہ وسودا ہے کہ اپنے بندے کا نفس، مال و دولت سب کچھ جو در حقیقت اللہ ہی کا ہے اسکے خوشی کیلئے بندہ نے خرچ کر دیا اسکے بدلے اعلیٰ ترین انعام جنت کی صورت میں دیتا ہے جنت کا بھی وہی ذات باری مالک اور اسکے بدلے بندہ جو کچھ دیتا ہے وہ بھی اللہ کی ملکیت۔ کیا اللہ کے علاوہ کوئی اور فرد بشر اس قسم کے احسان وشفقت کا مظاہرہ کر سکتا ہے۔ قطعاً نہیں۔ یہ صرف اُسی ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ کی خصوصیت ہے یہ اپنے فرمانبردار بندوں پر اس قدر مہربان ہیں۔ اوائل وعظ میں تلاوت کردہ آیت جو ان مسلسل تین آیات میں تیسری آیت ہے کہ ظاہر و باطن، دل کے یقین اور اعمال میں ان احکامات کی بجا آوری کرنا ہے جو اسلام کے حدود کے اندر ہوں۔ اس میں انسانی عقل/رائے زنی، حق کو باطل اور باطل کو حق کہنے کا دخل نہیں۔ ماننا ہے تو ان تمام احکامات کو ماننا ہے جسکا اسلام حکم دیتا ہے اور بچنا ہے تو ہر اس عمل سے جس سے بچنے کا اسلام نے حکم دیا ہے۔

حقوق العباد کی فکر:

ہم جس فطری اور عالمگیر مذہب کے مقلد ہیں اس میں نہ صرف عبادات بلکہ معاشرت، معاشیات، حکومت چلانے کے طریقے، مسلمان اور دین پر چلنے والے ارباب اختیار کے حقوق، رعیت کے مملکت اور حاکم پر ذمہ داریاں، والد کا بیٹے پر حق، اولاد کا والدین کے حقوق کا اہتمام، خاوند اور بیوی کا آپس میں تعلقات وحقوق، مزدور کارخانہ دار کا ایک دوسرے کے ساتھ سلوک اور طریق کار کا تعین واضح طور پر موجود ہے گویا آیت یاایھا الذین آمنو ا ادخلو افی السلم کافۃ میں مالک الملک جل جلالہ قرآن کے مخاطبین کو تنبیہ فرما رہے ہیں کہ اسلام کے تعلیمات واحکام خواہ وہ زندگی کے کسی شعبہ سے بھی ہوں ظاہری اعضاء سے ان کا تعلق ہو یا باطن سے۔ جب تک ان تمام احکامات کو دل کی سچائی سے قبول نہ کرو گے اپنے آپکو مسلمان کہلوانا اپنے نفس کو دھوکہ دینے کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ اگر اور مذاہب سے

بے نیاز ہونا چاہتے ہوتو اسکا اہم نسخہ اکسیر یہ ہے کہ اسلام کے تعلیمات ہر مسلمان کا مقصد اعلیٰ ہو کہ اسکو تمام وکمال سے حاصل کرنا ہے بعض کج فہم لوگوں کا یہ تصور حق پر مبنی نہیں کہ اسلام صرف مسجد وعبادات تک محدود ہے۔ وہ خدا کے بندے معاشرت اور معاملات کو اسلام کا حصہ سمجھنے سے انکاری ہیں۔

ذرائع ابلاغ کی دریدہ دہانیاں:

محترم دوستو! آج ہمارے معاشرہ کی یہی کیفیت ہے۔ نام ونہاد دانشور، روشن خیال اپنے آپ کو مسلم معاشرہ کا اہم فرد اور عقل کل سمجھنے والے اپنے تحریرات، ذرائع ابلاغ اور نجی مجالس میں اسلام کے بارے میں عجیب وغریب یاوہ گوئی کرتے ہوئے دیندار طبقہ اور علماء کو اپنے تیر کے نشانہ پر رکھے ہوئے ہیں کہ علماء اور مسلمان کا تعلق تو صرف مسجد محراب نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ سے ہونا چاہیے۔ عورتوں کے پردہ، سود حدود، تجارت، نظام عدل، سیاست، فحاشی، عریانی کے احکامات کی اپنی من مانی اور خواہش کے مطابق تاویلیں کر کے اسے اسلام ہی نہیں سمجھتے اور نہ ان جیسے لاتعداد نصوص قطعیہ سے ثابت شدہ حلال وحرام سے متعلقہ احکامات میں اللہ اور اسکے رسول کے بتائے ہوئے ہدایات پر عمل کرنے کیلئے تیار ہیں۔ اور اس عالم دنیا میں اپنے بے اصل آراء پر اڑے ہوئے ہیں۔

اتباع ہوا کا وبال:

مسلمانوں کی یہی بدقسمتی ہے جس پر ہمیں اللہ کے حضور گڑگڑا کر روتے ہوئے مغفرت مانگنی چاہیے کہ دین پر عمل کرنے کیلئے اپنا اپنا معیار ہر فرد نے مقرر کیا ہوا ہے بنی اسرائیل یعنی یہودیوں، نصاریٰ کی طرح جو حکم مزاج کے مطابق ہوتا ہے اسی کو اسلام سمجھتے ہیں۔ اور جو حکم شرعی اپنے اپنے معیار اور رسم ورواج سے منافی ہو اگرچہ اسمیں بے دین لوگوں سے مشابہت اور انکی اتباع ہو۔ پر عمل کرنا ضروری سمجھتے ہیں اسی بے راہ روی کی مذمت کرتے ہوئے مالک حقیقی نے بنی اسرائیل کے بارہ میں فرمایا: اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (بقرہ۔۸۵) ترجمہ: کیا تم مانتے ہو بعض کتاب کو اور نہیں مانتے بعض کو۔ پس (اس کے علاوہ) کوئی سزا نہیں اسکی جو تم میں یہ کام کرتا ہے (ماسوائے) رسوائی دنیاوی زندگی میں اور قیامت کے دن (کہ) پہنچائے جاویں سخت عذاب میں اور اللہ جل جلالہ بے خبر نہیں تمہارے اعمال سے۔

یہود ونصاریٰ کا وبال:

خلاصہ آیت یہ کہ دین، مذہب اور شریعت پر من وعن عمل ضروری ہے یہ ایمان کی علامت نہیں کہ بعض احکامات کو مانے اور بعض کو ایمان کا جزو ماننے سے انکار کرے۔ دنیوی مفاد پر اپنے آخرت کو قربان کر کے، اللہ کے بعض حکموں پر عمل سے نجات کا حاصل کرنا ممکن ہی نہیں۔ یہودیوں کے ان مکاریوں، چالاکیوں اور مذہب کو مذاق بنانے میں اُن کا یہ عمل

بھی انتہائی مذموم اور شرمناک ہے کہ اپنے نبی پر نازل جس کتاب کا حکم انکے مقصد اور مفاد کے خلاف ہوتا اسے لوگوں کے سامنے پیش کرنے سے کترا کر چھپانے کی کوشش کرتے ۔حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے:

وعن عبداللّٰہ بن عمر ان الیهود جاؤ ا الی رسول اللّٰہ ﷺ فذکر واله' ان رجلا منهم والمرأة زنیا فقال لهم رسول اللّٰہ ﷺ ما تجدون فی التو راة فی شان الرجم قالوا نفضحهم و یجلدون قال عبداللّٰہ بن سلام کذبتم ان فیها الرجم فأتوا باالتوراة فنشروها فوضع احد هم یده علی آیة الرجم فقرأما قبلها وما بعد ها فقال عبداللّٰہ بن سلام ارفع یدک فاذا فیها آیة الرجم فقالوا صدق یا محمد فیها آیة الرجم فأمر بهما النبی ﷺ فرجما الخ (بخاری ومسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ (ایک دفعہ) یہودیوں کی ایک جماعت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے اپنے قوم کے ایک مرد وزن کے زنا کا ذکر کیا (جبکہ دونوں شادی شدہ تھے۔آپ ﷺ نے پوچھا تم نے رجم کے بارہ میں (اپنے کتاب) توراۃ میں پڑھا ہے۔یہودیوں نے کہا ہم زنا کرنے والوں کو ذلیل و رسوا کر کے کوڑے مارتے ہیں۔(مجلس میں عبداللہ بن سلام جو توراۃ کے ماہر تھے بیٹھے تھے سن کر) کہا کہ تم لوگ جھوٹ بولتے ہو توراۃ میں بھی رجم کا حکم موجود ہے اور کہا توراۃ لاؤ تم کو تورات میں رجم کا حکم بتا تا ہوں جب توراۃ لاکر کھولا گیا تو یہودیوں میں ایک شخص نے خود اپنے ہاتھوں سے رجم کی آیت چھاننے کی کوشش کی اور اس سے اگلی اور پچھلی آیات سنانی شروع کر دیں۔حضرت عبداللہ بن سلام نے اس کو آیت سے ہاتھ ہٹانے کا کہا جب ہاتھ اٹھایا سب نے دیکھا۔جس میں رجم کا ذکر تھا وہ آیت موجود تھی۔یہودیوں نے اقرار کیا کہ عبداللہ بن سلام سچے ہیں آیت میں رجم کا ذکر ہے مگر ہم آپس میں اسکو ظاہر نہیں کرتے تھے۔آج بھی اسلامی تعلیمات واحکامات کی شیطانی خواہشات کے مطابق تشریح، تحریف وتلبیس کیلئے دین سے بے زار طبقے سرگرم ہیں۔اسی گمراہی کی وجہ سے آج بھی کئی مسلمان جس طرح چاہیں تجارت کرتے ہیں۔حرام وحلال کی بحث کو مولوی کی تنگ نظری کا نام دیتے ہیں اگر قرآن وحدیث کے حوالہ سے سود کی حرمت بیان کرے اس استحصالی نظام کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا جائے تو یہ عناصر فوراً اعلان کر دیتے ہیں، کہ ملا ملک کی اقتصادی ترقی کا دشمن ہے۔

اسلام کا اہم ترین فریضہ:

اگر جہاد جو اسلام کا اہم ترین فریضہ جسکے ذریعہ اعلائے کلمۃ اللہ اور اپنے دفاع کے راہ میں خدا کے باغیوں اور دین کے دشمنوں کی بیخ کنی ہوتی ہے نام لیا جائے تو عالم کفر کے اشاروں اور دباؤ کی وجہ سے اس اعلیٰ ترین عبادت کو (نعوذ باللہ) فساد فی سبیل اللہ اور دہشت گردی کا نام دیکر اسکی توہین وتحقیر کی جاتی ہے۔حالانکہ مسلمانوں کے رہبر ورہنما محمد رسول اللہ ﷺ برملا اعلان فرما چکے ہیں کہ جس مؤمن کے دل میں جہاد کا جذبہ نہ ہو وہ منافق کی طرح ہے۔

وعن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من مات ولم یغزو ولم یحدث بہ نفسہ مات علی شعبۃ من نفاق (رواہ مسلم) ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کررہے ہیں کہ جو شخص مومن مرا اور جہاد نہ کرے اور نہ (زندگی میں) اسکے دل میں جہاد کرنے کا خیال گزرا۔ تو اسکی موت نفاق پر ہوگی۔

آج دنیا کے تمام کفار جہاد کا سن کران پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے ان کفار سے تو شکایت نہیں افسوس ان برائے نام مسلمانوں پر جنہوں نے جہاد دشمن قوتوں سے مفادات حاصل ہونے کی خاطر اپنے دین کے اس عظیم عبادت کا نام تک لینا برداشت نہیں کرتے۔

تکمیل دین کا اعلان:

خدا کے بندو! جس نبی کے آپ حضرات امتی بن کران سے محبت کے دعوے بھی کررہے ہو انہوں نے حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات کے بابرکت میدان میں تقریباً سوا لاکھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے خطاب کرتے ہوئے دین کی جامعیت کے بارہ میں اللہ کا یہ فرمان ذکر فرمایا۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدہ۔ ۳)

ترجمہ: ''آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے دین تمہارا اور پورا کیا تم پر احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے لئے اسلام کو دین''

اسلام دین کامل:

یعنی اپنے دین کو ان قوموں کے ادیان پر قیاس نہ کرو۔ جن میں بعض تصورات، توہمات اور دو چار اعمال کے علاوہ اور کوئی پابندی نہیں بلکہ بے لگام آزادی سے اپنے مقدس دین کو ان کے خود ساختہ ادیان پر قیاس کرکے اپنے دنیا و آخرت کے زیان سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اللہ کے ماننے والو اسلام کامل، جامع اور فطرت اور قیامت تک وجود میں آنے والے ہر دور کیلئے قابل عمل اور دنیا و آخرت میں کامیابی کا یہی حقیقی دین ہے۔ اگر ذلت، رسوائی، مغلوبیت اور اللہ کے قہر و غضب سے بچنے کے خواہشمند ہو۔ شیطان کے راستے پر چلنے کو چھوڑ کر اس میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ اپنے خواہشات کی اتباع میں نجات نہیں بلکہ ایک ہی راستہ ہے کہ اپنے خواہشات کو دین کے تابع کرکے اللہ و رسول کے احکامات کو اپنا منشور اور فریم ورک بنادو۔ اگر اپنے بربادی سے بچنے کیلئے جدت پسندوں کے آراء اور منصوبوں سے متاثر ہوکر اُن کے ہم پیالہ و مشرب بننے کی خواہش ہو پھر مزید آفات و مصائب کا امت کو سامنا کرنا پڑے گا۔

مالک ارض و سماء ہم سب کو اللہ و رسول کے تمام احکامات پر عمل کرنے کی توفیق دے کر ہر قسم کے فتنوں اور مصائب سے محفوظ رکھے۔ آمین